لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ✻ لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۲۰ | محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ھ ✻ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر ۹

چندہ سالانہ — عام عہ طلباء عہ

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah
ایک دفعہ ضرور منگا کر آزماؤ اور کرشمے دیکھو
حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کا مجرب اور مجوزہ نسخہ
ھو الشافی
تریاق زندگی
شفاء للناس
موسمی بخار اور ہیضہ کی تو آجکل
عام شکایت ہے۔ اس لئے تریاق زندگی کی ایک آدھ شیشی گھر میں بھی اور سفر میں بھی موجود رہنی ضروری ہے اس میں ایک اعجازی اثر یہ ہے کہ مرض کے شروع ہوتے ہی استعمال ہونے پر فوری اثر دکھاتی ہے۔ ڈر ہے کہ زیادہ تشریح اور تفصیل اشتہاری مبالغہ نہ سمجھا جاوے۔ اس لئے چند ایک معزز احباب جنہوں نے اس کے استعمال سے فائدہ اٹھا کر تصدیقی سرٹیفکیٹ دئے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ آجکل زیادہ پختہ اور یقینی ثبوت معتبر شہادت ہی سمجھی گئی ہے۔
حضرت مخدومی مولوی شیر علی صاحب۔ مکرم مولوی حکیم غلام محمد صاحب
مخدوم و مکرم خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب ناظر امور عامہ۔ مخدومی و مکرمی پیر سراج الحق صاحب
انہوں نے متعدد مریضوں پر متعدد مرتبہ استعمال کرکے تریاق زندگی کے کرشمے دیکھے ہیں۔ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب متعلم ٹریننگ کالج لاہور۔ مولوی عطا محمد صاحب
اسمٰعیل صاحب بی اے بی ٹی۔
مخدومی و مکرمی سید ناصر شاہ صاحب
مکرم حکیم محمد اسمٰعیل صاحب
مکرم بابو عبد الحکیم صاحب
میاں اللہ دتا صاحب
بس فہرست اسی پر اکتفا کرتا ہوں
ملنے کا پتہ احمدیہ کتاب گھر قادیان
فہرست کتب سلسلہ احمدیہ بھی اسی پتہ سے طلب کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بائیبل کے ناپاک الزامات خدا کے راستبازوں پر اور قرآن کریم میں ان الزامات کی تردید

واحسرتا! کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی قوم سے جدا ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ آپ کے مذہب کو سرتاپا تبدیل کر دیا گیا۔ اور آپ کی طرف وہ ناپاک اور گندے عقائد منسوب کیئے گئے کہ جن کے تصور سے ایک مومن اور متقی انسان کے دل پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور یقیناً مسیح علیہ السلام کی پاک روح فردوس اعلیٰ میں ان عقائد کے اختراع کرنے والے پر افسوس کرتی ہوگی۔ تثلیث۔ کفارہ۔ ابنیت و الوہیت مسیح جیسے بیہودہ اور فطرۃ صحیحہ کے خلاف عقائد کے نتیجے میں ویسے ہی اور گندے اور لغو عقائد گھڑے گئے۔ کفارہ کی ضرورت کو ثابت کرنے کے لئے آدمؑ کی تمام اولاد کو جنم سے ہی گنہگار مانا گیا۔ کاش! ان ناپاک عقائد اور ناروا اصول کا مخترع اسی پر بس کرتا۔ نہیں۔ بلکہ اس نے خدائے تعالیٰ کی پاک ترین مخلوق یعنی انبیاء علیہم السلام کو بھی گنہگار قرار دیکر وہ ظلم عظیم ڈھایا اور ایسی قبیح معصیت کا مرتکب ہوا کہ اس سے پہلے روئے زمین پر ایسا گناہ نہیں

کیا گیا تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر ان عقائد باطلہ و فاسدہ کے اختراع سے پہلے وہ انبیاء کی بعثت کی غرض پر غور کر لیتا تو وہ اتنی جرأت نہ کرتا۔ تمام وہ قومیں جو کسی نہ کسی وقت میں رسالت و نبوت پر ایمان رکھتی رہی ہیں۔ یقین رکھتی ہیں۔ کہ جب بھی خدا کے بندے بندگانِ نفس ہو جاتے ہیں۔ جب خدائے تعالیٰ کی پرستش کی بجائے شیطان لعین کی عبادت ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور جب مخلوق الٰہی اپنی پیدائش کی غرض کو بھول کر جاہ طلبی و دنیا پرستی اپنا شیوا بنا لیتی ہے اور روئے زمین پر فسق و فجور عام ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے رحم اور غیرت کو حرکت ہوتی ہے۔ اور ربّ العالمین کی طرف سے ایک مصلح اور مامور کھڑا کیا جاتا ہے تا گمراہ ہوئی ہوئی مخلوق کو اپنے ربّ کے آستانے پر لا کھڑا کرے اور ان کو انکی پیدائش کی غرض یاد دلا کر ان میں ایک زبردست تبدیلی پیدا کر دے اور انکی حیوانی زندگی کو ملکی زندگی بنا دے۔ اور یہ ظاہر بات ہے۔ کہ ایسی زبردست تبدیلی ایک ایسے انسان کی بعثت کے بغیر ظہور میں آنی ناممکن ہے کہ جس کو خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو۔

بعثت انبیاء کی ضرورت

٭ کیونکہ ہر ایک انسان طبعًا اپنے دل میں محسوس کرتا ہے کہ وہ صدہا طرح کی غفلتوں اور پردوں اور نفسانی حملوں اور لغزشوں اور کمزوریوں اور جہالتوں اور قدم قدم پر تاریکیوں اور ٹھوکروں اور مسلسل خطرات اور وساوس کی وجہ سے اور نیز دنیا کی انواع و اقسام کی آفتوں اور بلاؤں کے سبب سے ایک ایسے زبردست ہاتھ کا ضرور محتاج ہے جو اسکو ان تمام مکروہات سے بچا دے کیونکہ انسان اپنی فطرت میں ضعیف ہے۔ اور وہ کبھی ایکدم کے لئے بھی اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ کہ وہ خود بخود نفسانی ظلمات سے باہر آسکتا ہے۔ یہ تو انسانی کانشنس کی شہادت ہے اور ماسوا اسکے اگر غور اور فکر سے کام لیا جاوے

٭ انور ٹڈ کاموں میں حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت ہے ٭

تو عقل سلیم بھی اسی کو چاہتی ہے۔ کہ نجات کیلئے شفیع کی ضرورت ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نہایت درجہ تقدس اور تطہر کے مرتبہ پر ہے اور انسان نہایت درجہ ظلمت اور معصیت اور آلودگی کے گڑھے میں ہے۔ اور بوجہ فقدان مناسبت اور مشابہت عام طبقہ انسانی گروہ کا اس لائق نہیں۔ کہ وہ براہ راست خدائے تعالیٰ سے فیض پاکر مرتبہ نجات حاصل کریں۔ پس اس لئے حکمت اور رحمت الٰہی نے یہ تقاضا فرمایا۔ کہ نوع انسان اور اللہ تعالیٰ میں بعض افراد کاملہ جو اپنی فطرت میں ایک خاص فضیلت رکھتے ہوں درمیانی واسطہ ہوں۔ اور وہ اس قسم کے انسان ہوں۔ جن کی فطرت نے کچھ حصّہ صفات لاہوتی سے لیا ہو اور کچھ حصّہ صفات ناسوتی سے۔ تا بباعث لاہوتی مناسبت کے خدا سے فیض حاصل کریں اور بباعث ناسوتی مناسبت کے اس فیض کو جو اوپر سے لیا ہے نیچے کو یعنی بنی نوع انسان کو پہنچا دیں اور یہ کہنا واقعی صحیح ہے۔ کہ اس قسم کے انسان بوجہ زیادت کمال لاہوتی اور ناسوتی کے دوسرے انسانوں سے ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ گویا یہ ایک مخلوق ہی الگ ہے۔ کہ یہ جسقدر ان لوگوں کو خدا کا جلال اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے جوش دیا جاتا ہے۔ اور جسقدر ان کے دلوں میں وفاداری کا مادہ بھرا جاتا ہے اور پھر جسقدر بنی نوع انسان کی ہمدردی کا جوش ان کو عطا کیا جاتا ہے وہ ایک ایسا امر فوق العادت ہے۔ جو دوسرے کے لئے اس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔"

عقیدہ فاسدہ کفارہ کے بدنتائج

لیکن اس بدقسمت انسان پرست قوم نے خدائے تعالیٰ کی اس معصوم و پاک جماعت انبیاء علیہم السلام کو گنہگار سمجھا کیوں نہ ہوتا۔ کہ ان بیچاروں کی رہنمائی کے لئے جو کتاب ان کو ملی تھی وہ ان کے اسلاف کے دست تصرف کا تختہ مشق رہ چکی تھی اور یہودیوں

نے اسکو بہت حد تک محرّف کر دیا ہوا تھا اس حقیقت کا اظہار قرآن کریم
بڑے افسوس سے ان الفاظ میں کرتا ہے۔ فویلٌ للذین یکتبون الکتٰب
بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللّٰہ لیشتروا بہ ثمنًا قلیلاً۹
فویلٌ لھم مما کتبت ایدیھم وویلٌ لھم مما یکسبون۔ (ترجمہ۔ افسوس
ان لوگوں پر جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ہے۔ تاکہ اس کے ساتھ تھوڑا مول خریدیں افسوس ہے ان پر
اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور افسوس ہے انپر ان کی اس کمائی
کے سبب)

ایسی محرف بائیبل جس میں انبیاء علیہم السلام کی پاک ذات کے متعلق گندے
الزام موجود تھے عقیدہ فاسدہ باطلہ کفارہ کے موجد کے لئے سونے پر سہاگے کا
کام کر گئی۔ اور اس نے اور اسکے متبعین نے انبیاءؑ کو گنہگار ماننا اپنے عقائد
میں شامل کر لیا اور اس طرح سے اس نے ایک نہیں بلکہ کئی گناہوں کا ارتکاب
کیا۔ اسی عقیدے کے سبب اسکے متبعین کو ماننا پڑا کہ تمام بنی آدم ماں کے
پیٹ سے گنہگار پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی عقیدے کے سبب ان کو انبیاءؑ
جیسی معصوم جماعت کو مذہباً گنہگار تسلیم کرنا پڑا اور اسی فاسد عقیدہ کے
سبب ان الزامات کی اشاعت جیسے گناہ عظیم اور معصیت کبیرہ کے مرتکب ہوئے

اسلام کی پاک تعلیم

لیکن کیسی فطرت کے مطابق تعلیم ہے اسلام کی۔ انبیاءؑ
کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اسلام کے نزدیک گناہ
اور بدی کا کوئی مستقل وجود ہی نہیں۔ بلکہ جائز طاقتوں کے ناجائز استعمال کا نام گناہ ہے،
اور ہر انسان گناہوں سے بالکل پاک پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے:۔
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ
فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ہر بچہ پاک فطرۃ کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اسکے والدین اسکو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں۔۔۔۔۔ اور پھر یہ آیت تلاوت فرماتے۔ فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللّٰہ ذٰلک الدین القیم۔ (اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فطرت جسپر اس نے لوگوں کو پیدا کیا پس تو اللہ کی خلق کو بدل نہیں سکیگا اور یہی صحیح دین ہے)

پھر اس حدیث کی تائید اپنے اس قول سے کی لو ان احدکم اذا اراد ان یاتی اھلہ قال بسم اللّٰہ اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا ثم ان قدر ان یکون بینھما ولد فی ذٰلک لم یضرہ الشیطان ابداً (جو شخص اپنی بیوی سے مجامعت کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ ہم کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ اور اسکو بھی جو تو ہم کو دیگا۔ پس ایسی حالت میں جو اولاد ہو گی اسکو شیطان کبھی نہیں چھوئیگا)

پھر قرآن کریم انبیاء علیہم السلام کے متعلق فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسولٍ الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً سبحانہ۔ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ وھم من خشیتہ مشفقون۔ (سورۃ انبیاء ۲۹ آیت)

اس آیت میں انبیاء کے متعلق مندرجہ ذیل امور کا ذکر ہے۔ (۱) وہ اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ (۲) وہ اللہ کے معزز بندے ہیں۔ (۳) وہ اللہ تعالیٰ سے سبقت بالقول نہیں کرتے۔ (۴) وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پورے طور سے تعمیل کرتے ہیں۔ (۵) وہ خدائے تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کسی کی شفاعت بھی نہیں کرتے۔ (۶) وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اب یہ آیت جس صفائی سے انبیاء کی معصومیت کو ثابت کر رہی ہے اس سے کھلی اور صاف شہادت کیا ہو سکتی ہے یہاں تو اللہ فرماتا ہے۔ کہ گناہ کرنا تو درکنار ان کا کوئی فعل اور کوئی قول بھی اللہ

کے اذن کے بغیر نہیں ہوتا۔ پھر ایسی پاک حالت میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے غنا سے خائف رہتے ہیں۔

مقام غور ہے۔ کہ وہی لوگ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے گمراہ مخلوق کو فسق و فجور سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انکا ایک مضبوط پیوند کرنے کیلئے مامور ہوتے ہیں۔ اگر شرک۔ شراب خوری جھوٹ۔ زنا بالجبر۔ اپنی بیٹیوں سے زنا۔ ظلم۔ دھوکا۔ فریب۔ بدنظری۔ بازاری عورتوں سے کھلا تعلق۔ اللہ تعالیٰ کو ظالم اور بے گناہ کو تنگ کرنیوالا قرار دینا۔ جیسے خطرناک گناہوں کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے دوسروں کی اصلاح کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اور وہ مامور و مبعوث کس لئے کیے جاتے ہیں۔ اگر تمام وقتوں اور قوموں کے مصلح اور ریفارمر بغیر کسی استثناء کے بدترین سے بدترین افعال کر سکتے ہیں کہ جن کے ارتکاب سے وہ انسان جسکو مذہب سے کوئی بھی تعلق نہ ہو اور اس میں ذرا سی بھی شرافت ہو۔ کوسوں دور بھاگتا ہے تو ایسی جماعت کو اصلاح کے لئے مامور کرنے والی ہستی کی عقل پر بھی افسوس ہی آتا ہے۔

پر نہیں یہ بات نہیں۔ انبیاء علیہم السلام بالکل معصوم ہوتے ہیں۔ اور ان کا اپنا معصوم ہونا تو درکنار ان کی پاک صحبت سے ہزاروں حیوان انسان اور انسان باخدا انسان بن جاتے ہیں ؂

کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر عیسائی صاحبان انہی الزامات پر بس کرتے جوان .. .. لوگوں نے انبیاء علیہم السلام پر لگائے۔ مگر انہوں نے قرآن کریم اور اسلام کی تعلیم کے مغز سے بالکل اجنبیت کے باوجود (کیونکہ قرآن کریم کے اسرار کو سوائے پاک لوگوں کے کوئی جان ہی نہیں سکتا جیسے اس کا خود اپنا دعویٰ ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔) نہایت جرأت اور کمال دلیری سے یہ دعویٰ کر دیا۔ کہ قرآن کریم بھی عصمت انبیاءؑ کا قائل نہیں چنانچہ بقول انکے لفظ ذنب جسکے معنی گناہ کے ہیں اور لفظ استغفار جس کے معنی گناہوں

کی معافی طلب کرنے کے ہیں انبیاءؑ کے متعلق قرآن کریم میں موجود ہیں۔ ان لوگوں کی عقل کے کیا کہنے جو قرآن کریم میں یہ صریح اور صاف شہادت پاتے ہوئے کہ انبیاءؑ کا ہر قول و فعل۔ ان کا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا پینا۔ سونا۔ جاگنا خدائے تعالےٰ کی مرضی کے ماتحت ہوتا ہے۔ کہدیتے ہیں کہ قرآن انبیاء علیہم السلام کی طرف گناہوں کو منسوب کرتا ہے۔ اگر لغت عرب میں ذنب کے معنی سوائے گناہ اور استغفار کے معنی سوائے قابل سزا گناہ کی معافی طلب کرنے کے اور کچھ بھی نہ ہوتے تو بھی مذکورہ بالا آیت کی موجودگی میں انبیاء علیہم السلام کبھی گنہگار نہ ٹھیرتے۔ ان کا گناہ اپنا گناہ نہ ہوتا۔ کیونکہ ان کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کے حکم کی متابعت میں ہوتا ہے۔ .. ..

.. .. اور جب انکا گناہ گناہ نہ ہوتا۔ تو استغفار کیسا۔ پس مذکورہ بالا آیت اور احادیث کی موجودگی میں یہ دعویٰ کرنا کہ از روئے قرآن انبیاءؑ کا گنہگار ہونا ثابت ہے بڑے درجے کی سفاہت اور حماقت ہے۔

لفظ ذنب اور استغفار کے صحیح معنی۔

ہم مانتے ہیں کہ لفظ ذنب کے معنی گناہ کے بھی ہیں۔ مگر عربی زبان میں ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہوتے ہیں جو اپنے موقعہ و محل پر استعمال ہوتے ہیں جہاں کہیں یہ لفظ قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق آیا ہے۔ اسکے معنی "بشریت کی کمزوری" کے سوا اور کچھ نہیں یہی وجہ ہے۔ کہ عربی الفاظ مثلاً جرم۔ فسق۔ جناح۔ اثم۔ جن کے معنی بھی گناہ کے ہیں۔ انبیاءؑ کے متعلق کبھی قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوئے۔ اور اگر یہ الفاظ لفظ ذنب کے ٹھیک مترادف ہوتے۔ تو کم از کم لفظ جرم اور فسق جو ذنب کی نسبت قرآن کریم میں بہت زیادہ جگہ مذکور ہیں۔ ایک دفعہ بھول کر بھی تو کسی نبی کے متعلق استعمال ہوتے۔ پس الفاظ جرم۔ فسق۔ جناح۔ اثم کا قرآن کریم میں کسی نبی کے متعلق ایک دفعہ بھی استعمال نہ ہونا اور صرف

لفظ ذنب کا ان کے لئے مخصوص ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ لفظ ذنب اور ان الفاظ میں فرق ہے۔ اور اس لفظ کے معنی بہت وضاحت سے کھل جاتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ لفظ قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی استعمال ہوا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے اسکو اپنے متعلق بھی استعمال کیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات نہایت وضاحت سے ثابت کر رہی ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بالکل معصوم تھے ؛

جیسے فرمایا۔ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔	ہمارا رسول بغیر اذن اور امر الٰہی کے بولتا تک بھی تو نہیں اور فعل کرنا تو درکنار ؛
۲۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین	میری زندگی کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے۔ یہانتک کہ میری نماز۔ میری قربانی۔ میری زندگی میری موت سب اسی کیلئے ہے میرا ہر ذرہ اسمیں فنا ہے ؛
۳۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔	کہدے اگر تم کو خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بنو۔ تو میری ادا میرے مولیٰ کو ایسی پسند آگئی ہے۔ کہ تمہاری خواہش میرے نقش قدم پر چلنے سے ہی پوری ہوسکتی ہے ؛

پھر اپنے متعلق فرمایا۔ کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو چکا ہے۔ بھلا جس شخص کا شیطان بھی مسلمان ہو چکا ہو وہ کیا گناہ کر سکتا ہے ؛

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احدٍ الا وقد وکل بہٖ قرینہ من الجن وقرینہ من الملٰئکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر۔

پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ ان لوگوں کو جو حضورؐ کے دشمن جان تھے اور حضورؐ کو بدنام کرنیکا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے اور جن میں آپنے اپنی عمر کا وہ حصہ جسمیں انسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے گذارا تھا چیلنج دیکر للکارا۔ لقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون۔ اس چیلنج کے

کے مقابلہ میں آپؐ کے دشمنوں کی خاموشی آپ کی معصومیت پر دال ہے *

دوسرا لفظ استغفار ہے۔ جہاں اس لفظ کے معنی گناہوں کی معافی طلب کرنے کے ہیں وہاں اس کے معنی بشریت کی کمزوری کو ڈھانپنے کے لئے درخواست کرنیکے بھی ہیں *

ہم مانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام جب خدائے تعالیٰ کے جلال و جبروت پر نظر کرتے ہیں۔ تو پھر اپنے آپ کو بہت کمزور خیال کرتے ہیں اور پکار اُٹھتے ہیں ؎

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں * ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اور جب اپنے اوپر خدائے تعالیٰ کے انعامات۔ افضال و اکرام کی کثرت دیکھتے ہیں۔ تو ڈرتے ہیں۔ کہ ان افضال و انعامات کا تو ہم شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ تو جناب الٰہی میں اپنی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور کہہ اُٹھتے ہیں ؎

میرے سقم و عیب سے اب کیجئے قطع نظر * تا نہ خوش ہو دشمن دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

لیکن اس سے ان کی یہ مراد نہیں ہوتی۔ کہ گویا انسانی لغت کے لحاظ سے ان میں بڑے بڑے سقم اور عیوب موجود ہوتے ہیں۔ اور نادان ہے وہ شخص جو انکو ان کے ان اظہارات پر گنہگار کہے کیونکہ یہ تو کلام ان کی اپنے مولیٰ سے ہوتی ہے لیکن جب وہ مخلوق کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ؎

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں * اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

پس استغفار کے معنی ہر حالت میں اور خاصکر انبیاءؑ کے متعلق ہرگز ان گناہوں کی معافی طلب کرنے کے نہیں ہیں جو عام مخلوق سے سرزد ہوتے ہیں۔ اگر استغفار کے معنی محض گناہوں کی معافی طلب کرنے کے ہی ہوتے تو جنتیوں کو استغفار کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ جنت میں تو انسان اُس وقت ہی داخل ہو سکتا ہے جب وہ تمام گناہوں سے پاک ہو چکا ہو۔ لیکن قرآن کریم میں بہشتیوں کے متعلق صاف مذکور ہے۔ نورهم یسعیٰ بین ایدیهم وبایمانهم یقولون ربنا

اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علیٰ کل شیءٍ قدیر (سورۃ تحریم) اس آیت سے یہ بات صاف ثابت ہوتی ہے کہ استغفار درجات کے بلند ہونے کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تائید نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو کہ قرآن کریم کے سب سے بڑے مفسر تھے۔ یُوں فرماتے ہیں:۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ فیقول یارب انّٰی لی ھٰذہٖ فیقول باستغفار ولدک لک۔

ابوہریرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ جنّت میں اپنے ایک صالح بندے کے درجہ کو بلند کرتا ہے۔ بندہ اس نوازش پر حیران ہو کر سوال کرتا ہے۔ مولیٰ کریم بغیر میری کسی کوشش کے یہ درجہ مجھے کس طرح عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے جو اس نے تیرے لئے کیا ؛

پھر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ استغفار کے ذریعہ بہت سی تنگیاں کشائشوں سے تبدیل ہو جاتی ہیں جیسے آتا ہے :۔

عن ابن عباسؓ قال، قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لزم الاستغفار جعل اللہ لہ من کل ضیقٍ مخرجًا ومن کل ھمٍّ فرجًا ورزقہ من حیث لا یحتسب۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص استغفار کو لازم پکڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو تمام ہموم و غموم سے نجات دیتا ہے۔ اس کی تنگی کشائش سے تبدیل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسکو ایسے مخفی طریقوں سے رزق پہنچاتا ہے۔ کہ جو اسکے وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ قرض سے نجات پانے کا سہل ترین طریقہ استغفار ہے ؛

سو معلوم ہوا۔ کہ استغفار سے مومنوں کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ انکی تنگیاں اور غم دُور ہوتے ہیں اور ان کے رزق میں کشائش ہوتی ہے۔ پھر حضرت ذی النون کے متعلق اعتراض ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے فعل پر نادم ہو کر اپنے آپ کو ظالم کہنے لگے۔ انبیاء کے متعلق اعتراضات کو دُور کرنا یہاں میرا منشاء نہیں۔ اس مضمون کیلئے رسالہ عصمت انبیاء یا ریویو جلد ۲ (۱۹۰۳) ملاحظہ کرنی چاہیئے۔ لیکن ان کے استغفار کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب استغفاروں کا سردار قرار دیا ہے۔ اور اس کے متعلق حدیث ہے:۔

عن سعدٍ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعوۃ ذی النون اذ دعا ربه وھو فی بطن الحوت لا الٰہ الّا انت سبحانك انی کنت من الظّٰلمین لم یدع بھا رجلٌ مسلمٌ فی شیءٍ الا استجاب له۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص ذی النون کی اس دعا کے کلمات کے ساتھ جو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں ہوتے ہوئے کی تھی (اے اللہ تیرے سوا کوئی قابل پرستش محبت و تعظیم نہیں تو پاک ہے اور میں ظالم ہوں) دعا کریگا تو اللہ تعالٰی ضرور اس کی دعا کو قبول فرمائیگا۔

اگر نعوذ باللہ یونس علیہ السلام نے ایک گناہ عظیم کا ارتکاب کیا تھا۔ تو اتنی نوازشس کے کیا معنی؟ اور ان کے استغفار کے الفاظ خدا کو ایسے کیوں پسند آگئے کہ ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنا دعا کی قبولیت کے لئے یقینی سارٹیفکیٹ ہوگیا۔

اب میں انبیاء علیہم السلام پر بائیبل کے ناپاک الزامات کی قرآن کریم سے تردید کرنے سے پہلے استغفار کے وہ معنی بھی درج کر دیتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ ہیں۔

"استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو۔ اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے۔ اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غفر سے لیا گیا ہے۔ جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنی اور بھی وسیع کیئے گئے۔ اور یہ بھی مراد کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں۔ کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے۔ فطرتی کمزوری سے بچاوے۔ اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے۔ اور اپنے علم سے علم عطا کرے۔ اور اپنی روشنی سے روشنی دے۔ کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا۔ بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے۔ اور اس کے تمام قویٰ اندرونی و بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے۔ ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے۔ یعنی جو کچھ بنایا ہے۔ اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس جبکہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اس لئے انسان کیلئے لازم ہے۔ کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے۔ ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاوے۔ کیونکہ خدا کی خالقیت نے انسان پر احسان کیا کہ اسکو خدا کی صورت پر بنایا۔ پس اسی طرح خدا کی قیومیت نے تقاضا کیا۔ کہ وہ اس پاک نقش انسانی کو جو خدا کے دونوں ہاتھوں سے بنایا گیا ہے۔ پلید اور خراب نہ ہونے دے۔ لہٰذا انسان کو تعلیم دی گئی کہ وہ استغفار کے ذریعہ سے قوت طلب کرے۔ پس اگر دنیا میں گناہ کا وجود نہ بھی ہوتا۔ تب بھی استغفار ہوتا۔ کیونکہ دراصل استغفار اس لئے ہے۔ کہ جو خدا کی خالقیت نے بشریت کی عمارت بنائی ہے۔ وہ عمارت مسمار نہ ہو اور قائم رہے۔ اور بغیر خدا کے سہارے کے کسی چیز کا قائم رہنا ممکن نہیں۔

اس تمام تفصیل سے ظاہر ہے۔ کہ استغفار کی درخواست کے اصل معنی یہی ہیں کہ وہ اس لئے نہیں ہوتی۔ کہ کوئی حق فوت ہو گیا ہے۔ بلکہ اس خواہش سے ہوتی ہے کہ کوئی حق فوت نہ ہو۔ اور انسانی فطرت اپنے تئیں کمزور دیکھکر طبعاً خدا سے طاقت طلب کرتی ہے۔ جیسا کہ بچہ ماں سے دودھ طلب کرتا ہے۔ پس جیسا کہ خدا نے ابتدا سے انسان کو زبان۔ آنکھ۔ دل۔ کان وغیرہ عطا کیئے ہیں۔ ایسا ہی استغفار کی خواہش بھی ابتدا سے عطا کی ہے۔ اور اس کو محسوس کرایا ہے۔ کہ وہ اپنے وجود کے ساتھ خدا سے مدد پانے کا محتاج ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات۔ یعنی خدا سے درخواست کر کہ تیری فطرت کو بشریت کی کمزوری سے محفوظ رکھے۔ اور اپنی طرف سے فطرت کو ایسی قوت دے۔ کہ وہ کمزوری ظاہر نہ ہونے پاوے اور ایسا ہی ان مردوں اور عورتوں کے لئے جو تیرے پر ایمان لاتے ہیں بطور شفاعت کے دعا کرتا رہ کہ تا جو فطرتی کمزوری سے ان سے خطائیں ہوتی ہیں ان کی سزا سے وہ محفوظ رہیں اور آیندہ زندگی ان کی گناہوں سے بھی محفوظ ہو جائے۔ یہ آیت معصومیت اور شفاعت کے اعلیٰ درجہ کی فلاسفی پر مشتمل ہے۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ انسان اعلیٰ درجہ کے مقام عصمت پر اور مرتبہ شفاعت پر تب ہی پہنچ سکتا ہے۔ کہ جب اپنی کمزوری کے روکنے کے لئے اور نیز دوسروں کو گناہ کے زہر سے نجات دینے کیلئے ہر دم اور ہر آن دعا مانگتا رہتا ہے۔ اور تضرعات سے خدائے تعالیٰ کی طاقت کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور پھر چاہتا ہے۔ کہ اس طاقت سے دوسروں کو بھی حصہ ملے جو بوسیلہ ایمان اس سے پیوند پیدا کرتے ہیں۔ معصوم انسان کو خدا سے طاقت طلب کرنے کی اس لئے ضرورت ہے۔ کہ انسانی فطرت اپنی ذات میں تو کوئی کمال نہیں رکھتی۔ بلکہ ہر دم خدا سے کمال پاتی ہے۔ اور اپنی ذات

میں کوئی قوت نہیں رکھتی بلکہ ہر دم خدا سے قوت پاتی ہے اور اپنی ذات میں کوئی کامل روشنی نہیں رکھتی بلکہ خدا سے اس پر روشنی اُترتی ہے۔ اس میں اصل راز یہ ہے کہ کامل فطرت کو صرف ایک کشش دی جاتی ہے۔ تا وہ طاقت بالا کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ مگر طاقت کا خزانہ محض خدا کی ذات ہے۔ اسی خزانہ سے فرشتے بھی اپنے لئے طاقت کھینچتے ہیں۔ اور ایسا ہی انسان کامل بھی اسی سرچشمہ طاقت سے عبودیت کی نالی کے ذریعہ سے عصمت اور فضل کی طاقت کھینچتا ہے۔ لہٰذا انسانوں میں سے وہی معصوم کامل ہے۔ جو استغفار سے الٰہی طاقت کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔"

یہی سبب ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ آپ تمام نبیوں کے سردار تھے اور آپ کی زندگی معصوم ترین زندگی تھی۔ آپ سب سے زیادہ استغفار کرتے تھے۔ اور اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے حضورؐ کا یہی ورد تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں ان کنا لنعد لرسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فی المجلس الواحد مأة مرة رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم۔ (ترجمہ۔ ہم گنتے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے سو دفعہ استغفار کرتے تھے) اور یہی سبب ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طوبیٰ لمن وجد فی صحیفتہ استغفاراً کثیراً (بشارت ہو اس انسان کو جس کے اعمال نامہ میں استغفار زیادہ ہو)

پس یہ احادیث بتا رہی ہیں۔ کہ جتنا جتنا انسان منازل سلوک طے کر کے کامل ہو تا جاتا ہے اتنا ہی اس کا استغفار بڑھتا جاتا ہے۔ سو یہ کہنا غلطی ہے۔ کہ استغفار صرف قابل سزا گناہوں کی بخشش اور ستاری کے لئے ہی کیا جاتا ہے۔

اب میں بائیبل سے دکھاتا ہوں۔ کہ کیسے فحش اور ناپاک الزام انبیاء کی پاک لائفوں پر لگائے گئے ہیں۔ اور یہ الزامات ایک زبردست ثبوت ہیں اس امر کا

کہ موجودہ بائیبل بہت حد تک محرف ہو چکی ہوئی ہے ورنہ ممکن نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو اپنے مرسلین اور راستبازوں کے لئے ایک زبردست غیرت رکھتا ہے اور ان کی مخالفت پر ایک دنیا کو تباہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کے بھیجے ہوئے کلام میں ان کے متعلق ایسی غلیظ باتیں موجود ہوں۔ لیکن قرآن کریم کیسی پاک کتاب ہے۔ کہ کوئی الزام اللہ تعالیٰ کے انبیاءؑ پر نہیں لگایا گیا جس کی تردید اس میں نہ کی گئی ہو۔

بائیبل کے الزامات

۱۔ حضرت لوط کے متعلق۔ اور لوط ضغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکلکر پہاڑ پر جا رہا۔ کیونکہ ضغر میں رہنے سے اسے دہشت ہوئی۔ اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہمبستر ہو ویں۔ تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی۔

قرآن کریم کی تردید

۱۔ ضرب اللّٰہ مثلاً للّذین کفروا امراۃ نوح وامراۃ لوط۔ کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتھما۔ سورۃ تحریم۔

(ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویوں کی مثال بیان فرماتا ہے کہ وہ ہماری دو نیک اور صالح بندوں کے نیچے تھیں۔ مگر انہوں نے ان کی خیانت کی۔

نوٹ:۔ یاد رہے کہ اسلام میں انسان زنا اور شراب پی کر صالح نہیں کہلا سکتا۔ گو ایمان سے وہ خارج نہیں ہوتا۔

۲۔ ولوطاً اتیناہ حکماً وعلماً ونجّینٰہ من القریۃ التی کانت

پر اس نے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ دیکھ کل رات کو مَیں اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں۔ اور تو بھی جا کے اس سے ہمبستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی اُٹھ کے اس سے ہمبستر ہوئی۔ اور اس نے اسکے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام مواب رکھا۔ وہ موابیوں کا جو اب تک ہیں باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بچہ جنی اس کا نام عمی رکھا۔ اور وہ بنی عمون کا جو اب تک ہیں باپ ہوا۔ پیدائیش باب ۱۹ آیت ۳۰ تا ۳۸

تعمل الخبائث۔ انهم كانوا قوم سوء فاسقين۔ وادخلناه في رحمتنا۔ انه من الصالحين۔ سورة الانبياء آیت ۷۴

ترجمہ۔ اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم نے اسکو اس بستی سے نجات دی جو بُرے افعال کرتی تھی۔ کیونکہ اس بستی میں رہنے والی قوم بہت بُری اور فاسق قوم تھی۔ اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ وہ ہمارا نیک اور صالح بندہ تھا۔

۳۔ كذبت قوم لوطٍ بالنذر۔ انا ارسلنا عليهم حاصبا الا آل لوط۔ نجيناهم بسحر۔ نعمة من عندنا۔ كذلك نجزي من شكر۔ سورة قمر۔ ۳۳۔ ۳۴ آیت۔

قوم لوط نے بھی خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے نذیروں کی تکذیب کی۔ ہم نے انپر تیز آندھی بھیجی۔ سوائے آل لوط کے ہم نے ان کو اپنے فضل سے بوقت سحری نجات دی۔ اور اس کو جو خدائے تعالیٰ کے فضلوں کا شکریہ ادا کرے ہم ایسی ہی نیک جزا دیا کرتے ہیں۔

نوٹ۔ مقام غور ہے۔ کہ حضرت لوط ایک بہت خبیث مرض کو اپنی قوم سے

دُور کرنے کے لئے مبعوث کیئے گئے تھے۔ مگر از روئے بائیبل جو گناہ ان سے سرزد ہوا وہ شائد اس گناہ سے بہت قبیح تھا جس کی وجہ سے ان کی تمام قوم تباہ کر دی گئی۔ کیا خدائے تعالیٰ پر بے انصافی کا الزام نہیں آتا۔ کہ لوطؑ کو جو کہ سرکاری عہدہ دار ہونے کے سبب جُرم کی اہمیت کو زیادہ جانتے ہوئے زیادہ سزا کا مستحق تھا۔ تو ہلاک ہونے سے بچا لیا۔ مگر جن کا قصور اس سے کم تھا۔ ان کو تباہ کر دیا ؎

بائیبل کے الزامات

حضرت داؤد علیہ السلام پر الزام۔

(۱) اور ایک دن شام کو ایسا ہوا۔ کہ داؤدؑ اپنے بچھونے پر سے اُٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤدؑ نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا۔ کیا وہ الیعام کی بیٹی بنت سبع حتیؒ اوریاہ کی جورو نہیں؟ اور داؤد نے لوگ بھیجکر اس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اس پاس آئی۔ اور وہ اس سے ہم بستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سی پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور

قرآن کریم کی تردید

(۱) وقتل داؤد جالوت واٰتاه الله الملك والحكمة وعلّمه مما يشاء۔ سورۃ بقرہ آیت ۲۵۲۔

(ترجمہ۔ اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکو سلطنت دی اور حکمت سکھائی اور اسکو وہ کچھ علم دیا جو اس نے چاہا۔ یعنی جسکا اندازہ نہیں ہو سکتا ؎

۲۔ اصبر علٰى ما يقولون واذكر عبدنا داؤد ذا الايد إنه اواب۔ انا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشي والاشراق والطير محشورةً۔ كل له اوّاب۔ وشددنا ملكه واتيناه الحكمة وفصل الخطاب۔

وہ عورت حاملہ ہوئی تو اس نے داؤد
پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔
سموایل ۲ - باب ۱۱ آیت ۲ — ۵
(۲) اور صبح کو داؤد نے یواب کیلئے
خط لکھا۔ اور اوریاہ کے ہاتھ میں دیکر
اسے بھیجا۔ اور اس نے خط میں لکھا
کہ اوریاہ کو سخت لڑائی کے وقت
اگاڑی کیجیو اور اس کے پاس سے
پھر آئیو۔ تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق
ہو۔ اور ایسا ہوا کہ یواب جو اس شہر
کے گرد اگرد کی حالت دیکھنے گیا تو
اس نے اوریاہ کو ایسے مقام پر جہاں
اس نے جانا کہ جنگی لوگ وہاں ہیں مقرر
کیا۔ اور اس شہر کے لوگ نکلے اور
یواب سے لڑے۔ اور وہاں داؤد
کے خادموں میں سے تھوڑے سے لوگ
کام آئے۔ اور حتی اوریاہ بھی مارا گیا۔
سموایل ۲ - باب ۱۱ - آیت ۱۴ تا ۱۷۔
(۳) اور اوریاہ کی جورو اپنے شوہر
اوریاہ کا مرنا سُنکے سوگ میں بیٹھی۔ اور
جب سوگ کے دن گذر گئے تو داؤد نے
اسے اپنے گھر میں بلوا لیا۔ اور وہ اسکی

سورۃ ص - آیت ۱۶ و ۱۷ -
(ترجمہ۔ صبر کر اس پر جو یہ لوگ کہتے ہیں
اور ہمارے بندے داؤدؑ کو جو زبردست
طاقت والا تھا یاد کر کہ وہ اللہ کی طرف
جھکنے والا تھا۔ ہم نے بہت بڑے بڑے
لوگوں کو اس کا مطیع کیا۔ جو صبح و شام
اسکے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اور پرندے
(اس کی فوجوں کے ساتھ انکے قتل
کئے ہوؤں کو کھانے کیلئے) جمع رہتے
تھے۔ تمام اس کے لئے فرمانبردار تھے۔
اور ہم نے اسکی سلطنت کو مضبوط کیا۔
اور اس کو حکمت کی باتیں سکھائی تھیں
اور ایک زبردست قوت فیصلہ عطا کی تھی)
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت
داؤدؑ کی انتہاء تعریف کی ہے۔
"ہمارا بندہ" جس محبت کو ظاہر کر رہا ہے
وہ محتاج بیان نہیں۔ اصل میں "حقیقی
عبداللہ ہونا" انسان کی روحانی ترقی
کا سب سے اونچا اور آخری زینہ ہے۔
عبادت کہتے ہیں کامل محبت۔ کامل
فرمانبرداری اور کامل ادب کو۔ گویا
خدائے تعالیٰ نے خود تسلیم فرمایا۔ کہ داؤدؑ

جورو ہوئی - اور اس کے لئے بیٹا جنی۔
پر وہ کام جو داؤد نے کیا خداوند کی
نظر میں بُرا ہوا -

سموایل ۲ - باب ۱۱ - آیت ۲۶
اور ۲۷ -

تب ناتن (نبی) نے داؤد کو کہا کہ
وہ شخص تُو ہی ہے۔ خداوند اسرائیل
کے خدا نے یُوں فرمایا۔ کہ مَیں نے تجھے
مسیح کیا۔ تاکہ تُو اسرائیلیوں پر سلطنت
کرے - اور مَیں نے تجھے ساؤل کے ہاتھ سے
چھڑایا - اور مَیں نے تیرے آقا کا گھر تجھے
دیا - اور تیرے آقا کی جوروؤں کو تیری گود
میں دیا - اور اسرائیل اور یہوداہ کا گھرانا
تجھ کو دیا - اور اگر یہ سب کچھ تھوڑا تھا -
تو مَیں تجھ کو فلانی فلانی چیز بھی دیتا -
سو تُو نے کیوں خداوند کے حکم کی تحقیر
کر کے اسکے آگے بدی کی - کہ تُو نے حتی
اوریاہ کو تیغ سے قتل کر دیا - اور اسکی
جورو کو لیکے اپنی جورو کیا اور اسکو بنی
عمون کی تلوار سے مروا ڈالا - سو اب تیرے
گھر سے تلوار کبھی نہ جاتی رہیگی - کہ تُو نے
مجھے حقیر کیا اور حتی اوریاہ کی جورو کو لیکے

ہمارا کامل فرمانبردار تھا - اور اسکو ہم سے
کامل محبت اور ہمارا کامل ادب تھا - اور
دوسری جگہ سورۃ فرقان میں عباد الرحمٰن
کی تعریف بھی کیگئی ہے - جو مجملاً یہ ہے -

(الف) وہ زمین پر نہایت آرام سے چلتے ہیں
(ب) وہ جنکی راتیں اپنے مولیٰ کے حضور
قیام اور سجدہ کرتے ہوئے گذر جاتی ہیں
(ج) وہ جو باوجود عبادت الٰہی میں
اتنے انہماک کے اللہ تعالیٰ کے غنا
سے خوف رکھتے ہوئے جہنم سے محفوظ
رہنے کیلئے متواتر دعائیں مانگتے رہتے ہیں -
(د) وہ جو خرچ کرتے وقت میانہ روی
اختیار کرتے ہیں -
(ر) وہ جو صرف اپنے مولیٰ کی کامل تعظیم
کامل فرمانبرداری کرتے ہیں اور جنکو اپنے
مولیٰ سے ہی حقیقی محبت ہوتی ہے -
(س) وہ جو ناحق ظلم نہیں کرتے -
(ش) وہ جو زنا نہیں کرتے -
(ص) وہ جو جھوٹی شہادت نہیں دیتے -
(ط) اور وہ جو ہر وقت نیک اولاد
کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں -

اب یہ تمام صفات حضرت داؤد

اپنی جورو کیا - اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ایک آفت کو تیرے ہی گھر سے تجھ پر اُٹھاؤنگا اور تیری جوروؤں کو لیکے تیری آنکھوں کے سامنے تیری ہمسائے کو دونگا - اور وہ اس آفتاب کے سامنے تیری جوروؤں کے ساتھ ہمبستر ہوگا - کیونکہ تو نے تو چھپے ہوئے کیا - پر میں سارے بنی اسرائیل کے سامنے اور آفتاب کے سامنے یہ کرونگا - سموایل ۲ - باب ۱۲ - آیت ۷ تا ۱۲ -

اور داؤد بادشاہ بوڑھا اور کہن سال ہوا - اور اس پر کپڑے اوڑھاتے تھے پر وہ گرم نہ ہوتا تھا - سو اس کے خادموں نے اسے کہا - کہ ہمارے خداوند بادشاہ کیلئے ایک کنواری عورت ڈھونڈھی جائے جو کہ بادشاہ کے حضور کھڑی رہے اور اسکی خبر گیری کیا کرے - اور تیری گود میں سویا کرے تا کہ ہمارا خداوند بادشاہ گرم ہو - چنانچہ انہوں نے اسرائیل کی ساری مملکت میں ایک جوان خوش شکل عورت کی تلاش کی اور شونمیت ابی شاگ کو پایا - سو اسے بادشاہ پاس

میں بدرجہ کمال موجود تھیں - یہانتک کہ نبیوں کے سردار اور سیّد ولد آدم کو حکم ہوتا ہے کہ اپنی اس موجودہ تکلیف کی حالت میں داؤد علیہ السلام کے نمونہ کو پیش نظر رکھے -

(۳) یا داؤد انا جعلناک خلیفۃً فی الارض فاحکم بین الناس بالحق - الخ - سورۃ ص ۲۵ آیت (ترجمہ - اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں لوگوں کے لئے خلیفہ مقرر کیا - پس لوگوں کے درمیان انصاف سے حکومت کرنا -)

(۴) ولقد اٰتینا داؤد منا فضلاً الخ - سورۃ سبا (ہم نے داؤد پر بڑے بڑے فضل کیئے -)

(۵) ولقد اٰتینا داؤد و سلیمٰن علماً وقالا الحمد للّٰہ الذی فضلنا علٰی کثیرٍ من عبادہ المؤمنین - سورۃ النمل ۱۵ آیت - ہم نے داؤد و سلیمان کو اپنی طرف سے علم بخشا - اور ان دونوں نے کہا - تعریف ہو اس ذات پاک کی جس نے

لائے۔ اور وہ جوان عورت بہت شکیل تھی۔ سو وہ بادشاہ کی خبر گیری اور اسکی خدمت کرتی تھی۔ لیکن بادشاہ نے اس سے صحبت نہ کی۔ سلاطین ۱۔ باب ۱۔ آیت ۱ تا ۴۔

مذکورہ بالا آیات بائیبل سے مندرجہ ذیل الزامات حضرت داؤد علیہ السلام پر ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) بدنظری۔ (۲) زنا۔ (۳) ناحق قتل بے گناہ۔ (۴) داؤد پر عتاب خداوندی (۵) خوبصورت عورتوں سے بغیر نکاح میں لانے کے خدمت کرانا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

بائیبل کے الزامات

حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق۔

پر سلیمان بادشاہ بہت سی اجنبی عورتوں کو فرعون کی بیٹی کے سوا چاہتا تھا موابی اور عمونی اور ادومی اور صیدانی اور حتی عورتوں کو۔ ان قوموں کی جنکی بابت خداوند نے بنی اسرائیل کو حکم کیا کہ تم انکے پاس اندر نہ جاؤ۔ اور وہ تم پاس اندر نہ

ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔

(۶) وظن داؤد انما فتناہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب فغفرنا لہ ذالک۔ وان لہ عندنا لزلفی و حسن ماٰب۔ (سورۃ ص)

(ترجمہ۔ اور داؤد نے سمجھا۔ کہ اس کو ہم نے آزمائش میں ڈالا۔ پس اس نے اپنے رب سے حفاظت طلب کی (استغفار کے معنی تشریح کے ساتھ شروع میں بیان ہو چکے ہیں) اور ہمارے حضور میں رکوع کرتے ہوئے گرا اور جھکا۔ پس ہم نے اس کی حفاظت کی اور اسکو ہمارے حضور بہت قرب حاصل تھا اور اچھا لوٹنا)۔

قرآن کریم کی تردید

۱۔ ووھبنا لداؤد سلیمان نعم العبد انہ اواب۔ سورۃ ص ۳۰ آیت۔

اور ہم نے داؤد کو سلیمان سا بیٹا عطا فرمایا۔ وہ ہمارا نیک بندہ تھا اور ہماری طرف جھکنے والا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے یہاں فرما دیا۔ کہ سلیمان غیر معبودوں کی طرف مائل نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا دل

آئیں۔ کہ وہ یقیناً تمہارے دلوں کو اپنے
معبودوں کی طرف مائل کر لینگی۔ سو سلیمان
انہیں سے عاشق ہو کے لپٹا۔ اسکی سات
سو جوروان بیگمات تھیں اور تین سو
حرمین۔ اور اسکی جوروؤں نے اسکے دل کو
پھیرا کیونکہ ایسا ہوا کہ جب سلیمان بوڑھا
ہوا تو اسکی جوروؤں نے اسکے دل کو غیر
معبودوں کی طرف مائل کیا۔ اور اس کا
دل خداوند اپنے خدا کی طرف کامل نہ تھا
جیسا کہ اسکے باپ داؤد کا دل تھا۔ سو
سلیمان نے صیدانیوں کی دیبی عشارات
اور بنی عمون کی نفرتی ملکوم کی پیروی
کی۔ اور سلیمان نے خداوند کی نظر میں بدی
کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی
اپنے باپ داؤد کی طرح نہ کی۔ چنانچہ سلیمان نے
موابیوں کے نفرتی کموس کیلئے اس
پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے ہے اور بنی عمون
کے نفرتی مولک کے لئے ایک بلند مکان بنایا
یوں ہی اس نے اپنی ساری اجنبی جوروؤں
کی خاطر کیا جو اپنے معبودوں کے حضور
بخور جلایا کرتی تھیں اور قربانیاں گذرا کرتی
تھیں۔ سو از بسکہ اس کا دل خداوند اسرائیل

صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی مائل تھا۔
عبد کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں جب
عبد کے ساتھ نعم (نیک) کا لفظ بھی لگ
جائے۔ تو اس سے بڑھکر کسی کی کیا تعریف
ہو گی۔

۲۔ ھذا عطاؤنا فامنن او امسک
بغیر حساب وان لہ عندنا لزلفی
وحسن ماب۔ سورہ ص۔ ۴۰ آیت
(اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے انعامات کا ذکر
کر کے فرماتا ہے۔ اے سلیمان یہ ہماری
عطا ہے جو اتنی بڑی ہے کہ اس کا
حساب نہیں ہو سکتا۔ پس جہاں چاہے
اسکو خرچ کر یا جہاں چاہے اسکو روکے رکھ۔
اور اسکو ہمارے نزدیک بہت قرب
حاصل تھا اور بہت اچھا لوٹنا۔

۳۔ ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب۔ کلا ھدینا
ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد و
سلیمان وایوب ویوسف وموسٰی وھارون وکذلک
نجزی المحسنین۔ سورۃ انعام ۸۴ آیت
اسمیں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کے ساتھ
حضرت سلیمان ؑ کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے انکو ہدایت
دی اور ہم اپنے محسن بندوں کو ایسی ہی دیا کرتے ہیں

کے خدا سے جو اسے دوبارہ دکھائی دیا برگشتہ ہوا اس لئے خداوند سلیمان پر غضبناک ہوا۔ کہ اس نے اسی حکم کیا تھا۔ کہ وہ اجنبی معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اس نے خداوند کے حکم کو یاد نہ رکھا۔ اس سبب سے خداوند نے سلیمان کو کہا۔ ازبسکہ تجھ سے ایسا ایسا کچھ ہوا اور تُو نے میرے عہد کو اور میری شریعتوں کو جو میں نے تجھے فرمائیں حفظ نہ کیا۔ اسواسطے میں سلطنت کو فی الحقیقت تجھ سے پھاڑ ڈالونگا اور تیرے خادم کو دونگا۔ لیکن تیرے باپ داؤد کی خاطر میں تیرے جیتے جی ایسا نہ کرونگا۔ پر تیرے بیٹے کے ہاتھ سے پھاڑ لونگا۔ مگر ساری سلطنت نہ پھاڑونگا۔ بلکہ اپنے بندے داؤد کی خاطر اور یروشلم کیلئے جسے میں نے چُن لیا ہے ایک فرقہ تیرے بیٹے کو دونگا۔ سلاطین ۱ - باب ۱۱ - آیت تا ۱۳۔

۲ - سو خداوند نے ادومی ہدد کو ابھارا کہ سلیمان کا دشمن ہو۔ آیت ۱۴

۳ - اور خدا نے الیدع کے بیٹے زرون کو بھی ابھارا کہ سلیمان کا مخالف ہو آیت ۲۳

آگے پھر اور انبیاء کا ذکر کرکے فرماتا ہے کہ یہ تمام لوگ ہمارے نیک بندوں میں سے تھے۔ پھر ان تمام انبیاء یعنی حضرت ابراہیمؑ - اسحاقؑ - یعقوبؑ - نوحؑ - داؤدؑ سلیمانؑ - ایوبؑ - یوسفؑ - موسیٰؑ - ہارونؑ ذکریاؑ - یحییٰؑ - الیاسؑ - عیسیٰؑ - اسمٰعیلؑ الیسعؑ - یونسؑ - لوطؑ - کا ذکر کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ - اے محمد صلعم یہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے وہ راستہ دکھایا جسپر چلکر انسان روحانیت کے اعلیٰ ترین مدارج طے کرسکتا ہے پس تو بھی ان کی ہدایت کی اقتدا کر۔ اللہ اللہ کیسا پاک کلام ہے قرآن کریم نے اس آیت میں تمام ان رسولوں کا ذکر کردیا ہے۔ جنپر کسی نہ کسی رنگ میں بائبل میں الزامات لگائے گئے ہیں۔ قرآن کریم نے کسی رسول کی پوزیشن کو صاف کئے بغیر نہیں چھوڑا جسپر کوئی نہ کوئی الزام لگایا گیا ہو۔ پس جب نبیوں کے سردار کو ارشاد ہوتا ہے کہ ان کی ہدایت کی اقتدا کر تو اس سے

ان آیات سے اختصاراً یہ الزامات حضرت سلیمانؑ پر ثابت ہوتے ہیں:۔

۱۔ ناجائز عشق۔ ۲۔ صریح نافرمانی ارشاد ربانی۔ ۳۔ آپ کے دل کا خدا سے برگشتہ ہونا۔ ۴۔ خدا کا آپ پر ناراض ہونا۔ ۵۔ اور سزا اسکے طور پر بعض سرداروں کو آپ کے خلاف بھڑکانا وغیرہ وغیرہ۔

بائیبل کے الزامات

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق۔ بائیبل میں مذکور ہے۔ کہ حضرت ایوبؑ بیمار ہوئے۔ اور بیماری کا ایسا غلبہ ہوا

بڑھکر انکی بریت اور انکے کمال ہونیکا سرٹیفکیٹ کیا ہو سکتا ہے۔ اور حضرت سلیمان اور داؤدؑ بھی انہی میں شامل ہیں۔

قالت رب انی ظلمت نفسی و اسلمت مع سلیمان للّٰہ رب العٰلمین سورۃ النمل ۴۳ آیت۔ اور ملکہ سباء نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور میں اسلام لائی سلیمان کے ساتھ رب العالمین کے لئے۔

پھر سورۃ الانبیاء ۱۶ ارکوع میں حضرت سلیمانؑ۔ ایوبؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ ادریسؑ۔ ذی النون کا ذکر کرکے فرمایا۔

انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبًا ورھبًا وکانوا لنا خاشعین۔ یہ تمام لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہمسے ساتھ رغبت اور خوف سے دعائیں بھی مانگتے رہتے اور ہمارا خوف انکے دل پر غالب رہتا تھا۔

قرآن کی تردید

اب بائیبل کے مقابلہ میں قرآن پاک کو پڑھو۔ کہ اس میں بھی حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کا ذکر ہے۔ اور

کہ تمام خویش واقارب آپکو چھوڑ گئے۔ ایسی حالت میں چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ایک باخدا انسان ہوتے ہوئے ایوب ان مصیبت کے دنوں کو صبر اور دعا سے گذارتے وہ اپنے خدا سے گلہ کرنے لگ گئے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ بعد اسکے ایوب نے اپنا مُنہ کھولا اور اپنے دن پر لعنت کی اور ایوب نے جواب دیا اور کہا۔ نابود ہو وہ دن جسمیں مَیں پیدا ہوا۔ اور وہ رات جس رات میں کہتے تھے کہ ایک لڑکا پیٹ میں پڑا۔ وہ دن اندھیرا ہو۔ خدا اوپر سے اسپر نگاہ نہ کرے اور اجالا اسپر نہ چمکے۔ اندھیرا اور موت کا سایہ اسے آلودہ کرے الخ

مَیں رحم سے ہوکے مر کیوں نہ گیا پیٹ سے نکلتے ہی مَیں نے جان کیوں نہ دی۔ گھٹنوں نے مجھے کیوں آگے سے لیا اور چھاتیاں کیوں ہوئیں کہ مَیں انہیں چوسوں الخ ایوب باب ۳۔ آیت ۱ سے ۵ اور ۱۱ و ۱۲

۲۔ تب ایوب نے جواب دیا اور کہا۔ اے کاش کہ میرا غم تولا جاتا اور میرا رنج ترازو میں ایک ساتھ دھرا جاتا۔ کیونکہ وہ اب سمندر کی ریت سے بھاری ٹھیرتا۔ اسلیئے میری باتیں حد سے بڑھ گئی ہیں کہ قادر مطلق کے تیر مجھ میں

یہ بتایا گیا ہے۔ کہ آپ پر بیماری کا اس شدت سے حملہ ہوا۔ کہ تمام دوستوں اور آشناؤں یہانتک کہ قریبی رشتہ داروں مثلاً بیوی بچوں نے بھی علیحدگی اختیار کرلی۔ لیکن جیسا کہ خدا کے پیاروں اور راستبازوں کی شان کے شایاں ہے آپنے اس تمام تکلیف کو اپنے محبوب کی طرف سے آئی ہوئی چیز سمجھ کر نہایت صبر سے برداشت کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرنیکی بجائے یہ مصیبت آپکے لئے اور زیادہ قرب کا موجب ہوگئی۔

۱۔ وایوب اذ نادیٰ ربه انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین فاستجبنا له فکشفنا مابه من ضرٍّ واتینٰه اهله ومثلهم معهم رحمةً من عندنا وذکریٰ للعابدین سورۃ الانبیاء ۸۳ و ۸۴ آیت

(ترجمہ۔ اور ایوبؑ کو یاد کرو جب اس نے پکارا اپنے رب کو۔ کہ مجھے تکلیف اور بیماری پہنچ گئی ہے اور تو تو بڑا رحم کرنیوالا ہے پس ہم نے اسکی دعا کو قبول کیا اور اسکی بیماری کو دُور کیا اور اسکو اسکے اہل و اقارب دیئے اور یہ ہماری طرف سے بہت بڑی رحمت تھی اور نصیحت ہے عبادت کرنیوالوں کیلیئے۔

لگے ہیں۔ میرا دل انکا زہر پیتا ہے خدا کی
دہشتیں میرے مقابل صف باندھتی ہیں۔
باب ۶۔ آیت ۱ـــ۴

۳۔ میری جان اپنی زندگی سے بیزار ہے۔
سو مَیں اپنی شکایت آپ سے بے روک ٹوک
کرونگا مَیں اپنے دل کی تلخی میں بولونگا۔
مَیں خدا سے کہونگا۔ کہ تو مجھے الزام نہ دے۔
مجھے بتا کہ تو مجھ سے مقابلہ کیوں کرتا ہے۔
کیا تجھے اچھا لگتا ہے۔ کہ ظلم کرے اور اپنی
ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیز سے عداوت
رکھے۔ اور بدکاروں کے منصوبے پر
جلوہ گر ہوئے؟ باب ۱۰۔ آیت ۱ـــ۳

۴۔ تُو نے مجھے کیوں رحم سے باہر نکالا ہے۔
اے کاش کہ میرا دم نکل جاتا اور کوئی آنکھ مجھے
نہ دیکھتی۔ تو مَیں اسکی مانند ہوتا جو نہیں ہوا
ہے اور پیٹ ہی سے قبر میں پہنچایا جاتا۔
باب ۱۰۔ آیت ۱۸ ـــ ۱۹

۵۔ خدا نے مجھے بے انصافوں کے حوالہ کیا ہے۔
اور بدکاروں کے ہاتھ میں ڈالدیا ہے۔
مَیں آرام سے لیٹا تھا پر اس نے مجھے بے آرام کیا۔
اس نے میرا گلا پکڑا اور جھٹ جھٹ اگر میرے پرخچے
اڑائے اور مجھے اپنا نشانہ بنایا۔ اس کے

۲۔ پھر سورۃ انعام ۸۳ آیت میں داؤدؑ
سلیمانؑ موسیٰؑ یوسفؑ وغیرہ کے ساتھ
حضرت ایوبؑ کا ذکر کرکے فرمایا۔ وکذلک
نجزی المحسنین اور کلٌّ من الصّٰلحین۔
یعنی یہ کہ یہ لوگ نیک اور صالح تھے اور پھر
انہی کے متعلق آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اولٰٓئک الّذین ھدی اللہ فبھداھم
اقتدہ کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے
ہدایت دی۔ پس تُو بھی انکی ہدایت کی
اقتدا کر۔

۳۔ واذکر عبدنا ایوب اذ نادٰی ربہ
انی مسنی الشیطٰن بنصبٍ وعذاب۔
ارکض برجلک ھذا مغتسل باردٌ
وشراب۔ ووھبنا لہ اھلہ ومثلھم
معھم رحمۃ منا وذکرٰی لاولی الالباب۔
وخذ بیدک ضغثًا فاضرب بہ ولا
تحنث انا وجدناہ صابرًا۔ نعم
العبد۔ انہ اوّاب۔

اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت
ایوبؑ کو کوئی تکلیف یا بیماری ہوئی۔ بائیبل
کے ایوب کی طرح انہوں نے اس بیماری کو
اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا اور نہ

تیر اندازوں نے مجھکو گھیرا۔ وہ میرا گردہ لئے
چیر پھاڑ کرتا ہے۔ اور رحم نہیں کرتا۔ وہ میرا
پت زمین پر بہا دیتا ہے۔ اس نے مجھے
شکست پر شکست دیکے توڑا۔ وہ ایک جہاز
کی مانند مجھ پر چڑھ آیا۔ باب ۱۶۔ ۱۱ — ۱۴۔
(یہ خدا سے شکایت ہو رہی ہے نعوذ باللہ)
۶۔ تو بھی جان رکھو۔ کہ خدا نے مجھے گرا دیا ہے۔
اور اپنے جال سے مجھے گھیرا ہے۔ دیکھ میں ظلم
کے باعث فریاد کرتا ہوں پر میری سنی نہیں
جاتی۔ میں بلند آواز سے چلاتا ہوں۔ پر
انصاف نہیں ہوتا۔ اس نے میری راہ کے
گرد احاطہ باندھا ہے کہ میں گذر نہیں سکتا۔ اس نے
میری رہگذر میں تاریکی کو بٹھایا ہے۔ اس نے
میری حرمت اُتار ڈالی۔ اور میرے سر پر سے
تاج کو اُٹھا لیا۔ اور اس نے مجھے ہر طرف سے برباد
کیا ہے۔ سو میں فنا ہو جاتا۔ اور درخت کی مانند
اس نے میری امید کو اکھاڑا ہے۔ اس نے
مجھ پر اپنا غضب بھڑکایا۔ وہ مجھ کو اپنے
دشمنوں میں شمار کرتا ہے۔ باب ۱۹۔ آیت ۶۔ ۱۱۔
۷۔ مجھ پر رحم کرو۔ مجھ پر رحم کرو۔ اے تم میرے
دوستو کہ خدا کے ہاتھ نے مجھے چھوا ہے۔
تم کیوں خدا کی مانند مجھے ستاتے ہو۔ اور جسمی ایذا پر قناعت نہیں کرتے۔
۸۔ کہ خدا نے میرے دل کو پگھلا ڈالا ہے۔ قادر مطلق نے مجھ کو حیران کیا۔ باب ۲۳۔ ۱۶۔ ۱۷ آیت۔۔۔

پھر باب ۳۸ و ۳۹ میں مذکور ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ایوبؑ کی اس بے ادبی پر سخت ناراض ہوئے۔ اور ایوب کو بگولے میں سے جواب دیا۔ اور کہا۔ یہ کون ہے جو نادانی کی باتوں سے مصلحت کو اندھیرا کر دیتا ہے۔ الخ

شکایت و گلہ کیا۔ بلکہ اپنے اللہ کو پکارا۔
کہ مولیٰ کریم شیطان سے مجھے
تکلیف پہنچی ہے۔ پھر بائیبل کے
ایوب کی طرح اللہ تعالےٰ کا عتاب
نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے
ایک خاص مقام پر غسل کرنے کا حکم
دیا اور غسل کرنے پر ان کی بیماری جاتی
رہی۔ پھر آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
کہ ہم نے ایوبؑ کو اس تمام ابتلا میں
ایک صابر بندہ پایا۔ اور وہ ہمارا اچھا
بندہ تھا۔ اور باوجود تکلیف اور
سخت بیماری کے وہ ہماری طرف
زیادہ ہی جھکتا گیا ؎

بائیبل کے الزامات

۱- حضرت ہارون کے متعلق - اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ پہاڑ پر سے اُترنے میں دیری کرتا ہے- تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے - اور اسے کہا کہ اُٹھ ہمارے لئے معبود بنا- کہ ہمارے آگے چلیں کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے نکال لایا ہم نہیں جانتے کہ اسے کیا ہوا- ہارون نے انہیں کہا- کہ زیور سونے کے جو تمہاری جوروؤں اور تمہارے بیٹوں اور بیٹیوں کے کانوں میں ہیں توڑ توڑ کے مجھ پاس لاؤ- چنانچہ سب لوگ سونے کے زیور جو انکے کانوں میں تھے توڑ توڑ کے ہارون پاس لائے اور اس نے انکے ہاتھوں سے لیا اور ایک بچھڑا ڈھالکر اسکی صورت حکاکی کے ہتھیار سے درست کی اور انہوں نے کہا - کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں مصر کے ملک سے نکال لایا اور جب ہارون نے یہ دیکھا - تو اُس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی - خروج باب ۳۲ - آیت ۱ ــــ ۵ -

قرآن کریم کی تردید

قرآن کریم نے حضرت ہارون کی کئی جگہ بریت کی ہے- اور بچھڑا بنانے کا ملزم ایک بدفطرت شخص سامری کو قرار دیا ہے (سورۃ طٰہٰ)

۱- ولقد قال لھم ھارون من قبل یٰقوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری - سورۃ طٰہٰ ۹۲ آیت-

(اور ہارون نے بچھڑا بنائے جانے سے پہلے اپنی قوم کو کہدیا تھا- اے میری قوم تمہیں فتنہ میں ڈالا جارہا ہے- تمہارا رب اور معبود تو رحمٰن ہے- میری پیروی کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو-) اسمیں حضرت ہاروں ان کو شرک کرنے سے منع فرماتے ہیں- چہ جائیکہ انہوں نے شرک کی خود ترغیب دی ہو -

۲- ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا- سورۃ مریم ۵۵ آیت - اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے- کہ ہم نے اپنے خاص فضل سے موسیٰ کے ساتھ اسکا بھائی ہارون مددگار کر کے بھیجا- اللہ تعالیٰ حضرت ہارونؑ کے وجود کو اپنی رحمت قرار دیتا ہے-

۳- ولقد اٰتینا موسیٰ وھارون الفرقان وضیاءً وذکراً للمتقین- سورۃ الانبیاء ۵۰ آیت

۲-اور موسیٰ نے ہارون کو کہا کہ ان لوگوں نے تجھ سے کیا کیا کہ تو ان پر ایسا گناہ لایا؟ - خروج باب ۳۲ آیت ۲۱ -

۳-اور خداوند نے ان کے بچھڑے بنانے کے سبب جسے ہارون نے بنایا تھا لوگوں پر مری بھیجی۔ خروج باب ۳۲ - آیت ۳۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ تب خداوند کا غصہ موسیٰؑ پر بھڑکا۔ خروج باب ۴ - آیت ۱۴

بائبل کے الزامات

حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق - اور اس نے اسے پہچانا اور کہا کہ یہ تو میرے بیٹے کی قبا ہے - کوئی برا درندہ اسے کھا گیا - یوسفؑ

ہم نے موسیٰؑ اور ہارون کو فرقان - روشنی اور ذکر عطا کیا متقیوں کے لئے -

۴-ولقد مننا علیٰ موسیٰ وھارون ونجینٰھما وقومھما من الکرب العظیم ونصرنٰھم فکانوا ھم الغالبین واٰتینٰھما الکتاب المستبین وھدینٰھما الصراط المستقیم وترکنا علیھما فی الاٰخرین - سلامٌ علیٰ موسیٰ وھارون - انا کذالک نجزی المحسنین انھما من عبادنا المؤمنین سورۃ صافات ۱۱۵ ـــ ۱۲۲ آیت - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا - ہم نے انکی مدد کی - انکو غم سے نجات دی - انکو صراط مستقیم کی ہدایت کی اور انکے پاک نام کو دنیا میں بطور یادگار چھوڑا - موسیٰؑ اور ہارونؑ پر سلام ہو ہم محسنوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں - وہ ہمارے مومن بندے تھے - اس سے بڑھ کر موسیٰؑ اور ہارونؑ کی کیا تعریف ہو سکتی ہے -

قرآن کریم کی تردید

وتولّیٰ منھم وقال یاأسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم سورۃ یوسفؑ ۸۵ آیت - (ترجمہ - اور حضرت

بے شک پھاڑا گیا۔ تب یعقوب نے اپنے کپڑے پھاڑے
اور ٹاٹ اپنی کمر پر ڈالا۔ اور بہت دن تک
اپنے بیٹے کیلئے غم کیا۔ اسکے سب بیٹے اور
اسکی سب بیٹیاں اسے تسلّی دینے اٹھیں
اور وہ تسلّی پذیر نہ ہوا۔ اور بولا کہ میں اپنے
بیٹے پر روتا ہوا گور میں اُترونگا۔ پیدائش
باب ۳۷۔ آیت ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔

نوٹ:۔ یقیناً خدا کے نبیوں کی یہ شان
نہیں کہ ایک بیٹے کیلئے اتنا جزع فزع
ہو۔ خدائے تعالیٰ کے پیاروں کو دنیا کی
کسی چیز سے ایسی محبت نہیں ہوتی جسکے
فقدان پر وہ ایسا جاہلانہ جزع فزع کریں
یہ تو یوں بھی اخلاق سے گری ہوئی بات ہے
کہ ایک بیٹے کے مرنے پر اتنا اظہار غم کیا جائے
چہ جائیکہ نبیوں سے ایسا بیہودہ حرکت
سرزد ہو ؛

۲۔ اور یعقوب نے لابن ارامی (حضرت
یعقوب کا خسر) سے اتنی دغا کی کہ اپنے
بھاگنے کی خبر اس سے نہ کہی۔ پیدائش
باب ۳۱۔ آیت ۲۰۔

۳۔ اور یعقوب راخل پر عاشق تھا۔
پیدائش باب ۲۹۔ آیت ۱۸

یعقوب نے اپنے بیٹوں سے مُنہ پھیرا اور
کہا اے افسوس یوسفؑ پر۔ اور اُسکی آنکھیں
آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اور وہ افسوس
کرنے والا تھا۔

نوٹ:۔ افسوس ہی حضرت یوسفؑ اور
یعقوب علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں
میں بھی بیہودہ قصے مشہور ہیں۔ قرآن کریم
کی کسی آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے
بائیبل کے یعقوب کی طرح جاہلانہ جزع
فزع کیا ہو۔ اور ان قصوں کی بیہودگی
اور بطالت اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہی
جب سورۃ یوسفؑ سے صاف طور پر یہ ظاہر
ہوتا ہی۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسفؑ
کے زندہ ہونیکا یقین تھا۔ پس اتنا افسوس
یعقوب علیہ السلام کو ضرور ہوا جتنا ایک
لائق فرزند کی علیحدگی سے ہوتا ہی ؛

حضرت یعقوب کا اپنے بیٹوں کو کہنا کہ جاؤ
یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو۔
(آیت ۸۸) اور پھر جب حضرت یوسفؑ
کا چھوٹا بھائی اور سب سے بڑا بھائی مصر میں ہی
رہ گئے اور باقی بھائیوں نے آکر اس معاملے کی
آپکو اطلاع دی تو آپکا کہنا عسیٰ اللّٰہ

۴۔ بمطابق تورات (۲۷ باب) حضرت اضحاق جب بوڑھے ہوئے اور آپکی آنکھوں کی بینائی جاتی رہتی۔ تو آپ نے اپنے پلوٹھے بیٹے عیسو کو جس سے آپ بہت پیار کرتے تھے بلاکر کہا کہ میرے لئے شکار لاؤ تاکہ میں کھاکر تمہیں برکت دوں لیکن حضرت اضحاق کی بیوی ربقہ اپنی چھوٹے بیٹے یعقوب کو چاہتی تھی۔ اس نے یہ تمام کلام سُنی۔ اور چاہا۔ کہ برکت یعقوب لے۔ اس نے یعقوب سے کہا۔ کہ دو اچھے بکرے ذبح کرکے باپ کے پاس لیجائے اور اپنے بڑے بھائی کے آنے سے پہلے پہلے اپنے اندھے باپ سے برکت حاصل کرلے۔ لیکن یعقوب اس بات کو محسوس کرتے ہوئے کہ اس کے بڑے بھائی عیسو کے بدن پر بال ہیں اور اس کا اپنا بدن صاف ہے والدہ کو کہنے لگا۔ کہ اگر والد نے مجھے چھوا تو میں اس پاس دغا باز ٹھیرونگا اور برکت کی بجائے لعنت حاصل کرونگا۔ یعقوب کی والدہ نے اسکو عیسو کا لباس پہنایا۔ اور اسکے ہاتھوں پر اور گردن پر بکری کے بچوں کی کھال لپیٹی۔ اور لذیذ کھانا تیار کرکے

ان یاتینی بھم جمیعًا۔ امید ہے کہ اللہ ان سب کو اکٹھا ہی لائیگا۔ اور پھر جب تمام بھائی یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی کو لیکر مصر کو روانہ ہوئے تو حضرت یعقوبؑ کا فرمانا کہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا یہ تمام باتیں صاف طور پر بتا رہی ہیں۔ کہ حضرت یعقوبؑ کو کامل طور پر یقین تھا کہ حضرت یوسفؑ مصر میں موجود ہیں۔

۲۔ واذکر عبادنا ابراھیم واسحٰق ویعقوب اولی الایدی والابصار انا اخلصناھم بخالصۃٍ ذکری الدار وانھم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔ سورۃ ص ۴۶ و ۴۷ آیت۔

(ترجمہ۔ اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیمؑ اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کو۔ وہ بڑی طاقت والے اور عقل والے تھے۔ ہم نے انکو خالص کیا تھا ذکر آخرت کیلئے۔ اور ہمارے نزدیک وہ برگزیدہ اور نیک لوگ تھے۔

۳۔ ووھبنا لہ اسحٰقؑ ویعقوبؑ وکلًّا جعلنا نبیًّا۔ ووھبنا لھم

یعقوبؑ کو اسحٰقؑ پاس بھیجا۔ تب اس نے اس پاس آکے کہا کہ اے میرے باپ۔ وہ بولا دیکھ میں ہوں۔ تو کون ہے میرے بیٹے۔ یعقوب اپنے باپ سے بولا کہ میں عیسو ہوں تیرا پلوٹھا۔ جیسا کہ تو نے مجھ سے کہا میں نے ویسا ہی کیا۔ اُٹھ بیٹھئے اور میرے شکار میں سے کچھ کھائیے۔ تاکہ تُو جی سے مجھے برکت بخشے۔

عجیب شان پیغمبری ہے۔ کہ برکت لینے کیلئے جھوٹ بولا جاتا ہے اور اپنے باپ کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ اور پھر عجیب شان بائیبل کے خدا کی ہے۔ کہ وہ اس طرح دھوکے سے حاصل کی ہوئی برکت کو حقیقی برکت بنا دیتا ہے۔

من رحمتنا وجعلنا لھم لسان صدق علیًّا۔ (سورۃ مریم۔ ۵۲ آیت) اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوب عطا فرمائے اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا اور ہم نے انپر بڑی بڑی رحمتیں کیں اور وہ سچی زبان والے بلند مرتبہ تھے۔

ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب نافلۃً و کلًّا جعلنا صالحین وجعلناھم ائمۃً یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکاۃ وکانوا لنا عابدین۔ سورۃ انبیاء ۷۲ — ۷۴ آیت۔

(ترجمہ۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ جیسا فرزند اور یعقوب جیسا پوتا عطا فرمایا۔ اور ہر ایک کو ہم نے نیک بنایا اور ہم نے انکو قوموں کا امام بنایا کہ وہ ہمارے دیئے ہوئے احکام کی تلقین کرتے تھے اور ہم نے انکو نیک کام کرنے۔ نماز قائم کرنے اور زکات دینے کی وحی کی اور وہ سب کے سب ہماری عبادت کرنیوالے تھے۔

(عبادت کے معنے پیچھے تشریح سے بیان ہو چکے ہیں)

نوٹ:۔ خوف طوالت سے باقی انبیاء علیہم السلام مثلاً حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسحٰقؑ۔ حضرت یوسفؑ۔ حضرت مسیح وغیرہ پر جو الزام بائیبل نے لگائے ہیں میں انکو چھوڑتا ہوں۔ لیکن یہ صحیح بات ہے کہ بائیبل نے کسی راستباز انسان کو اسپر ناپاک الزامات تھوپنے کے بغیر نہیں چھوڑا۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے مولیٰ کے حضور میں

اے قدیر و خالقِ ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر — گر تو دیدا ستی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را — شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار — ہر مرادِ شاں بفضل خود برار
آتش افشاں بر در و دیوار من — دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
در مرا از بندگانت یافتی — قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ — کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کار کن — اندکے افشاء آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جوئندۂ — واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم — زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراءِ من — اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من

اے خدائے تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مسیحؑ کی مخالفت کرنے والے میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ کچھ وقت کے لئے مخلّی بالطبع ہوکر اور تعصب کی بجائے خوف خدا کو دل میں جگہ دیکر اور اس دن کو یاد کر کے جسکی سختی کے تصور سے انبیاء علیہم السلام کے دل پر بھی لرزہ پڑ جاتا ہے اور اسوقت کا خیال کر کے جب تجھ سے داورِ محشر کی عدالت میں خدا کے راستباز مسیحؑ کی مخالفت اور انکار کے سبب باز پرس ہو رہی ہوگی۔

اور اشرقت الارض بنور ربھا و وضع الکتٰب و جآئَ بالنبیّین والشھدآء

وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون کا سماں بندھ رہا ہوگا اور تو اپنی پیدائش کے دن پر افسوس کر رہا ہوگا۔ اس بات کو تو سوچ کہ ایک شخص بڑھاپے کو پہنچا ہوا مدتوں سے ایسی سخت اور مہلک امراض سے ہمکنار کہ جو ایک قلیل عرصہ میں بڑی بڑے صاحب قوت وطاقت نوجوانوں کو گور میں اتار دیتی ہیں اپنی چھوٹی سی کوٹھڑی میں اکیلا بیٹھا ہوا اپنے مولیٰ کریم سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔ کہ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنیوالے۔ اے میرے قادر مطلق خدا۔ اے وہ جس سے دنیا کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور جو انسان کے سینے کے بھیدوں سے بھی واقف ہے۔ دنیا کہتی ہے۔ کہ میں مفتری ہوں جھوٹا ہوں۔ کذاب ہوں۔ میں باعث شرارت و فساد ہوں۔ میرے اللہ اگر تو دیکھتا ہے کہ میں ایسا ہی ہوں جیسا دنیا مجھے کہتی ہے۔ اور میں نے واقعی ایک عظیم الشان فساد برپا کر کے دنیا کے آرام کو تلخی سے بدل دیا ہے۔ اور میں تیرا نہیں بلکہ اپنے نفس کا بندہ ہوں۔ اور میں جو کچھ کہتا ہوں تجھ سے نہیں بلکہ اپنے نفس سے کہتا ہوں۔ تو تو اپنے بندوں کو میرے مکر و فریب سے بچانے کیلئے مجھے عبرت ناک سزا دے اور مجھے ریزہ ریزہ کرتا میرے دشمن میری ذلت و رسوائی۔ تباہی و بربادی پر خوش ہوں میرے در و دیوار پر آگ برسا۔ اور میرا دشمن ہو کر میرے تمام کار و بار کو فنا و برباد کر دے۔ لیکن برخلاف اسکے اگر میں تیرا پیارا بندہ ہوں۔ اور تیری خاطر دنیا کی لعن و طعن کا نشانہ بنا ہوا ہوں۔ اور تو نے خود مجھے دنیا کو ہلاکت کی راہوں سے بچانے کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ اور میں روئے زمین پر شیطان کی سلطنت کی بجائے تیری بادشاہت کو قائم کر رہا ہوں۔ اور میں تیرے بندوں کو کچھ نہیں کہتا مگر وہی کچھ جو تو مجھے حکم دیتا ہے۔ اور میں نے ابتدا سے تیری گود میں پرورش پائی ہے۔ تو تو خود میری مدد کو اٹھ اور میری قبولیت کو دنیا میں پھیلا۔

اے انصاف پسند مخالف! میں تجھے مولویانہ بحثوں کی الجھنوں اور صرف و نحو کے مسائل کی پیچیدگیوں میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ زرتشت نبیؑ۔ حضرت مسیحؑ۔ دانیال نبیؑ۔ یسعیاہ نبیؑ۔ اور سب سے بڑھکر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم جیسے راستباز لوگوں کی پیشگوئیوں سے

جو انہوں نے "مشرق" میں خدا کے ایک نبی کے برپا ہونیکے متعلق کئی ہزار سال پہلے کی تھیں۔ اور جن کے ظہور کا وقت نشانات اور قرائن کے لحاظ سے گذر چکا ہے اور گذر رہا ہے تیری تسلی نہیں ہوتی تو نہ سہی۔ اگر حضرت کرشنؑ۔ حضرت بدھ کی بشارات جو آریہ ورت میں ایک پیغمبر خدا کی بعثت کی خبر دیتی ہیں تیرے نزدیک ماننے کے قابل نہیں تو نہ سہی۔ اور گو یہ بہت بڑی جرأت ہے لیکن اگر تو رسالت و الہام کی صداقت کے معیاروں کو جو قرآن کریم نے بتائے ہیں۔ (مثلاً۔ (۱) من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذّب بآیٰتہٖ انہ لا یفلح الظالمون۔ (۲) وقد خاب من افتریٰ۔ (۳) ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون (۴) فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہٖ افلا تعقلون (۵) ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ (۶) وما کنا معذّبین حتّٰی نبعث رسولاً (۷) عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً) اس بنا پر رد کرنا چاہتا ہے۔ کہ یہ عالموں کی بحثیں ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے مخالف مولوی ان آیات کے معانی جانتے ہوئے آپ کے مخالف ہیں۔ تو میں تیرا عذر قبول کر لیتا ہوں۔ اگر مسیح و مہدی کی ذات اور زمانے کے متعلق جو نشانات قرآن کریم اور احادیث نے بتائے ہیں اور جو پورے ہو چکے ہیں (یعنی یہ کہ مہدی کو دو بیماریاں ہونگی۔ وہ توام پیدا ہوگا۔ وہ مشرق میں مبعوث ہوگا۔ وہ فارسی النسل ہوگا۔ وہ کدعہ بستی سے نکلیگا۔ اس کا رنگ گندم گوں اور اسکے بال سیدھے ہونگے۔ اسکے وقت میں قحط اور بیماریاں بہت پڑینگی۔ طاعون کا سخت غلبہ ہوگا۔ اونٹ بیکار ہو جائینگے اور انکی جگہ ایک ایسی سواری نکلیگی جو چلتے وقت آواز دیگی اور سواریوں کو اپنے پیٹ کے اندر داخل کریگی۔ دریا خشک کیئے جائینگے۔ پہاڑ اڑائے جائینگے۔ کتابوں۔ اشتہاروں۔ مطبعوں کی کثرت ہوگی کسوف و خسوف رمضان میں ہوگا۔ ذو السنین ستارہ نکلیگا۔ عابد جاہل۔ عالم

بے عمل۔ قاری قرآن فاسق و بے ایمان ہونگے۔ مختلف ممالک کے لوگوں کا آپسمیں باہم میل جول ہوگا۔ زلزلے آئینگے۔ گناہ کی کثرت ہوگی۔ صلیب پرستی کا غلبہ ہوگا وغیرہ وغیرہ) کو تو اس لئے ماننے کو تیار نہیں۔ کہ احادیث قابل اعتبار چیز نہیں۔ اور تیرے خیال میں ایسے حالات کی موجودگی میں موقعہ کو غنیمت جان کر مرزا صاحب نے دعویٰ کر دیا۔ تو کچھ وقت کے لئے (نعوذ باللہ) فرض محال کے طور پر میں اس بات کو بھی مان لیتا ہوں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث (ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علےٰ راس کل مائۃ سنۃٍ من یجدد لھا دینھا) جو بڑی شان سے پچھلے بارہ سو سال میں پوری ہوتی رہی ہے تیری تسلی و اطمینان قلب کا باعث نہیں ہو سکتی تو یہ بھی نہ سہی۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں کو جو دنیا کے زبردست تغیرات و واقعات عظیمہ پر مشتمل تھیں اور جو ان واقعات و تغیرات کے ظہور پذیر ہونے سے برسوں پہلے شائع ہو چکی تھیں (مثلاً ✣ خطرناک جنگ[1] یورپ اور روس کے مطلق العنان شاہنشاہ زار کی حالت زار کے متعلق پیشگوئی۔ بنگالی تقسیم کی تنسیخ[2] کی نسبت پیشگوئی۔ تزلزل[3] در ایوان کسریٰ فتاد نیز سلطنت ایران کی تباہی کی پیشگوئی۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم[4] من بعد غلبھم سیغلبون میں ترکوں کی جنگ بلقان

✣ (۱) سنہ ۱۹۰۵ء میں پیشگوئی کی گئی اور سنہ ۱۹۱۷ء میں پوری ہوئی۔ (۲) سنہ ۱۹۰۶ء میں پیشگوئی کی گئی اور سنہ ۱۹۱۱ء میں پوری ہوئی (۳) سنہ ۱۹۰۶ء میں پیشگوئی کی گئی اور محمد علی شاہ کی معزولی سے لیکر آج تک پوری ہو رہی ہے اور جو سلطنت ایران کا اب حال ہو چکا ہے وہ اخبار بینوں سے پوشیدہ نہیں۔ (۴) سنہ ۱۹۰۴ء میں پیشگوئی کی گئی اور سنہ ۱۹۱۲ء میں جنگ بلقان میں پوری ہوئی۔ (۵) سنہ ۱۸۹۷ء میں پیشگوئی کی گئی اور پہلے سلطان عبد الحمید معزول ہوا۔ پھر جنگ طرابلس اور جنگ بلقان میں ترکی وزراء کی غداری کا پردہ فاش ہوا۔ (۶) سنہ ۱۹۰۴ء میں پیشگوئی کی گئی اور اسی سال روس و جاپان کی جنگ میں کمال صفائی سے پوری ہوئی اور کوریا جاپان کے ملحق کیا گیا اور جاپان کو ایک مشرقی طاقت تسلیم کیا گیا۔۔

(۷) سنہ ۱۹۰۳ء میں یہ پیشگوئی کی گئی اور سنہ ۱۹۰۵ء کے زبردست زلزلے اور بعد کے بھونچالوں کے واقع ہونے سے پوری ہوئی +

میں شکست اور پھر ایڈریانوپل کے قریب اتحادیوں پر فتح کی پیشگوئی۔ سلطنت ٹرکی کے زوال و انحطاط اور اسکے عمائدین و وزرا کی غدّاری کی نسبت پیشگوئی جو ان الفاظ میں ہے۔ کہ "رومی سلطنت میں جسقدر لوگ ارکان دولت سمجھے جاتے ہیں اور سلطنت کی طرف سے کچھ اختیار رکھتے ہیں ان میں ایسے لوگ بکثرت ہیں جن کا چال چلن سلطنت کو مضر ہے۔ کیونکہ ان کی عملی حالت اچھی نہیں"۔ "ٹرکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے تاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے ہیں۔ اور غدّاری سرشت رکھنے والے ہیں"۔ "سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں اور میں کشفی طریق سے اسکے ارکان کی اچھی حالت نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں"۔ ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت میں جاپان کی موجودہ طاقت کے متعلق پیشگوئی عفت الدیار محلھا و مقامھا میں زلزلوں کی کثرت کی نسبت پیشگوئی) تو ایک امر اتفاقی سمجھکر ٹالنا چاہتا ہے تو تیرا اختیار ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں آکر اور حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام۔ ڈاکٹر ڈوئی۔ عبداللہ آتھم۔ دیانند۔ سرسید احمد خان۔ الٰہی بخش لاہوری مصنف عصائے موسیٰؑ۔ چراغدین جمونی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اسمٰعیل علی گڈھی۔ غلام دستگیر قصوری کا مرنا تجھے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا قائل نہیں کرتا تو یہ بھی نہ سہی۔ اور اگر حضرت مرزا صاحب کی ذلت چاہنے والوں کے خود ذلت و رسوائی کی موت مرنے اور بعضوں کے گمنامی اور کس مپرسی کی زندگی بسر کرنے (مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی۔ عبدالمنان وزیر آبادی۔ مولوی کرم دین وغیرہ) کو بھی تو مرزا صاحب کی صداقت پر محمول نہیں کرنا چاہتا تو تیری مرضی۔ اگر معتبر شہادت تیرے نزدیک کچھ وقعت رکھتی ہے اور تو سمجھتا ہے۔ کہ محمد عربی کی طفیل آپ کے نقش قدم پر چلنے والے باخدا انسانوں پر اللہ تعالیٰ کشوف کے ذریعہ امور غیبیہ کا اظہار کر دیتا ہے تو میں تجھے بتا دیتا ہوں۔ کہ حضرت گلاب شاہ مجذوب جمالپوری حضرت سید المعروف بہ پیر کوٹھے والے۔

حضرت مولوی سید عبداللہ صاحب غزنوی ثم امرتسری ـ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی حضرت فقیر محمد صاحب مجذوب سیالکوٹی ـ حضرت مستان شاہ صاحب ساکن ریاست چرکھاری حضرت سائیں شیر شاہ صاحب ساکن جموں ـ نے آپکے دعویٰ سے پہلے آپکا نام ـ آپکے گاؤں کا نام اور آپکی مادری زبان کے متعلق اپنے ساتھ رہنے والے لوگوں کو بتا دیا تھا ـ اِن میں سے اکثر حضرت صاحبؑ کے دعویٰ سے پہلے فوت ہو چکے تھے ـ اگر ایسی معتبر شہادتوں کا بھی تیرے سنگدل پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو مرزا صاحبؑ کی خدمت اسلام کو دیکھ اور غور کر کہ کس طرح وہ اسلام جو بمصداق شعر ؎

ایں زمانے آں چناں آمد کہ ہر ابن الجہل ❊ از سفاہت میکند تکذیب ایں دینِ متین

تمام مذاہب باطلہ کے اعتراضات کا نشانہ بن چکا تھا ـ اور جسکو اسکے پیروؤں نے بھی اعتراضات کی کثرت اور انکے جواب اپنے پاس نہ پاکر اسکی قسمت پر چھوڑ دیا تھا اور جس کا عالی منار تزلزل میں پڑ کر ظاہراً گرنے کو تھا ایسی مضبوط چٹان پر کھڑا کر دیا گیا ـ کہ دشمنانِ اسلام کو اسلام پر اعتراضات کرنیکی بجائے اپنے گھر کی فکر پڑی آریہ مت کے لغو اصولوں اور عیسائیت کے بیہودہ عقیدوں کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے توڑا گیا ـ

اگر یہ تمام باتیں تیری تسلی نہیں کر سکتیں ـ تو پھر حضرت مرزا صاحبؑ کی مذکورہ بالا دعا اور اللہ تعالیٰ کے سلوک پر نظر کر جو اس نے مرزا صاحبؑ آپکی اولاد اور جماعت کے ساتھ کیا ـ اور مجھے بتا کہ نعوذ باللہ دنیا میں کوئی پہلے بھی ایسا مفتری گذرا ہے ـ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو اسکے تقدس کا واسطہ دیکر اسکے حضور دعا کی ہو ـ کہ مولیٰ کریم اگر میں تیری نظر میں ناپاک اور پلید انسان ہوں ـ اور میرا کام تیرے بندوں کو گمراہ کرنا ہے تو تو مجھے ایسی عبرتناک سزا دے کہ موجودہ اور آنیوالی نسلیں سمجھ لیں ـ کہ خدا پر افترا کرنیوالوں کی یہی سزا ہوا کرتی ہے ـ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو ایسا نوازا ہو اور اسکی عزت کو دنیا میں اس طرح سے قائم کیا ہو ـ

بیس برس سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے مخلوق کے سلوک اور مخالفت سے تنگ آکر اس دردناک لہجہ میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا تھا۔ لیکن پہلی حالت کو چھوڑ کر اس دعا کے بعد کوئی دن مرزا صاحب علیہ السلام پر نہیں چڑھا جو آپ کے لئے پہلے دن سے زیادہ بابرکت نہ ہوا ہو۔ مرزا صاحبؑ تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ الٰہی اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے سخت ترین عذاب میں گرفتار کر۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور پھر عمل کر کے دکھا بھی دیتا ہے کہ میں تجھے نہیں بلکہ تیری مخالفت کرنیوالوں کو نابود کرونگا۔.....

....اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ اور دور دور سے لوگ تیرے پاس آئینگے۔ مرزا صاحب تو یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ مولیٰ اگر میں تیری طرف سے نہیں ہوں اور جو کچھ کہتا ہوں افتریٰ سے کہتا ہوں تو تو میرے درودیوار پر آگ برسا۔ مگر خدا کہتا ہے۔ کہ آگ تیری غلام بلکہ تیرے غلاموں کی غلام ہوگی۔ دنیا میں بڑے حوادث آئینگے۔ اور اہل دنیا قسم قسم کے مصائب اور دکھوں اور بیماریوں میں بطور عذاب گرفتار ہونگے۔ مگر تیرے گھر کی چار دیواری کے لوگ ان بیماریوں سے جو بطور عذاب دنیا میں آئینگی محفوظ رہینگے۔ ہندوستان میں طاعون پڑی اور کثرت سے پڑی۔ ہیضہ پڑا اور شدت سے پڑا۔ انفلوئنزا پڑا اور نہایت ہولناک شکل میں پڑا۔ قادیان بھی ان بیماریوں سے محفوظ نہ تھی۔ مرزا صاحبؑ کے گھر کے آس پاس کے گھروں کے بہت سے لوگ ان بیماریوں سے ہلاک ہوگئے۔ اور کئی گھر جو حضرت مرزا صاحبؑ سے زیادہ متمول اور صفائی پسند تھے بالکل صفا ہو گئے۔ مگر کیوں مرزا صاحبؑ کے معاملہ میں گنگا الٹی بہ گئی۔ کیوں اس خدا نے جو مفتری کا سخت دشمن ہے حضرت مرزا صاحبؑ کے گھر پر یہ خاص فضل کیا۔ کیوں آپکا گھر ان بیماریوں سے محفوظ رہا۔ یہ اتفاقی بات نہ تھی۔ بلکہ ان بیماریوں کے ظہور سے بہت پہلے آپکا الہام انی احافظ کل من فی الدار کافی طور سے مشتہر ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا تو یہ فرض تھا۔ اور اپنے اس فرض کو وہ اپنی الہامی کتابوں میں بیان کر چکا تھا۔ کہ میں مفتری کو ہلاک کرتا ہوں۔ لیکن مرزا صاحبؑ

کے معاملہ میں وہ اپنا سارا قانون کیوں بھول گیا۔ اور کیوں اس نے دنیا کی توقعات کے خلاف
آپ سے وہ سلوک کیا جو ہمیشہ سے وہ اپنے مقبولوں کے ساتھ کرتا چلا آیا ہے اگر نعوذ باللہ نعوذ
باللہ اللہ تعالیٰ سے سہو ہو گیا تھا۔ تو مسلمانوں۔ عیسائیوں اور آریوں کی متفقہ کوشش
جس میں انہوں نے آپ پر اقدام قتل کا مقدمہ بنا کر آپکو قید یا پھانسی دلوانے کی انتہا سعی کی تھی
بامراد کر کے ... ایک مفتری کے قتل سے دنیا کو نجات دیتا۔ کیوں اس نے مرزا صاحبؑ کو ان
متفقہ کوششوں کے مقابلہ میں باوجود آپکے ذرائع کے کم ہونے اور رسوخ کے تھوڑا ہونے کے ہر میدان
میں کامیاب کیا۔ پھر اگر دنیا بھی آپ کو ذلیل کرنے کی ناپاک کوشش میں ناکام و نامراد رہ چکی
تھی۔ تو اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کی اس دعا کو ہی قبول کر لیتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔
کیونکہ احمد قادیانی اس کا اپنا بندہ تھا۔ بائیس سال گذرتے ہیں جسوقت یہ دعا کیگئی تھی۔ اس وقت
مرزا صاحبؑ کے نام کو حدود پنجاب کے باہر سوائے گنتی کے آدمیوں کے کوئی نہیں جانتا تھا۔ مگر اسکے
بعد آج ہندوستان کے علاوہ ہزاروں آدمی سیلون۔ ماریشس۔ ہانگ کانگ۔ سٹریٹ سیٹلمنٹ
افریقہ۔ امریکہ۔ انگلینڈ میں آپ پر ہر روز درود بھیجتے ہیں۔ اور آپکو اللہ تعالیٰ نے مال میں
اولاد میں۔ جماعت میں۔ علم میں۔ عزت میں برکت دی۔ اے منصف مزاج مخالف! مجھے کسی
مفتری کی نظیر دنیا میں بتلا کہ جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہوا ہو۔ کہ اسکو دن دگنی اور رات
چوگنی ترقی ملی ہو۔ اسکو ہلاک کرنیکی خواہش و کوشش کرنیوالے خود ہلاک ہو گئے ہوں۔ اسکی ذلت
چاہنے والے خود ذلیل و ناکام ہو گئے ہوں۔ پھر دنیا طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو۔ لیکن باوجود اسکے
مشتہر شدہ اعلان اور دعویٰ کے اسکے گھر کے لوگ ان تمام عذابوں سے محفوظ رہے ہوں۔ حالانکہ
اسکے گھر کے اِرد گرد کے گھروں کو بیماریوں نے انکے ساکنین سے خالی کر دیا ہو۔ اور پھر سب سے بڑھکر یہ کہ
وہ خود اپنے مفتری ہونیکی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ذلت چاہے اور خدائے تعالیٰ اسکو عزت
پر عزت اور برتری پر برتری دے۔ اگر ایسا کوئی مفتری دنیا میں گذرا ہو۔ تو مجھے اس کا نام بتلا
ورنہ ٹھنڈے دل سے اس دعا کے الفاظ کی قوت پر اور اللہ تعالیٰ کے سلوک پر جو اس نے مرزا صاحبؑ
سے کیا غور کر اور جان کہ اگر جھوٹے اور مفتری۔ کذاب اور دغا باز خدائے تعالیٰ جبار۔ قہار ؎

؎ شدید البطش۔ شدید العقاب۔ سریع العذاب کی دنیا میں ترقی و فروغ حاصل کر سکتے ہیں۔ تو پھر خدا تعالیٰ ایک بے ارادہ ہستی اور مردہ وجود ثابت ہوگا۔ اور اگر تجھے میری اس بات سے بھی تسلی نہیں ہوتی تو صبر کر۔ ؎ چوں نسیم صبح محشر پردہ بردارد ز کار ٭ کیست مومن کیست کافر خود بگردد آشکار۔ غلام فرید

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر صدر انجمن احمدیہ کے لئے شائع ہوا)